حضرت طاہر شادانی

رونقِ ہنگامۂ احرار

کبھی تھا رونقِ ہنگامۂ احرار افضل حق
تھا باطل کے لئے اِک تیغِ بے زنہار افضل حق
وہ فکر و آگہی کا گلشنِ بے خار افضل حق
مزاجب تھا کہ ہوتے قوم میں دوچار افضل حق
محبت کو دیا اشکِ سحرگاہی کا نم اس نے
کیا اہلِ نظر کو واقفِ رازِ حرم اس نے
جگر کے خون سے لکھی کتابِ زندگی اس نے
پلائی تشنہ کاموں کا شرابِ زندگی اس نے
اُجالا زندگی میں آفتابِ زندگی اس نے
بتائی قوم کو تعبیرِ خوابِ زندگی اس نے
سمائی زندگی میں روح اس کی بیکراں ہو کر
ہوئی تحلیل لفظوں میں سرودِ جاوداں ہو کر
ادب پاروں میں اس کے برقِ خرمن سوز ہے پنہاں
تڑپتا کروٹیں لیتا ہوا اِک دردِ بے پایاں
محبت اس کی عالمگیر، اس کا غم غمِ انساں
غلامی کی شبِ دیجور کا وہ اک مہِ تاباں
جبیں سے اس کی برسے ہر طرف انوارِ آزادی
دیا اس نے دلوں کو جذبۂ سرشارِ آزادی
وہ نغمہ سازِ آزادی پہ گایا دمبدم اس نے
دیا اہلِ وطن کو عظمتِ رفتہ کا غم اس نے
مصائب اس پہ ٹوٹے پے بہ پے جھیلے ستم اس نے
جہادِ حریت کا رکھ لیا آخر بھرم اس نے
وہ جس نے حق کی خاطر قید کی سختی سہی برسوں
سمایا روح میں اکثر درائے کارواں ہو کر
تو اترا وہ دلوں میں نغمۂ بانگِ اذاں ہو کر
رہا وہ بزم میں نورِ نگاہِ دوستاں ہو کر
تو نکلا رزمِ آزادی میں شمشیرِ وسناں ہو کر
دبی ہرگز نہ فطرت اس کی جبرِ حاکمیت سے
کہ دب جانا تو کوسوں دور تھا اس کی جبلت سے
سمویا اپنی تحریروں میں کچھ ایسا گداز اس نے
غمِ دوراں کو آخر کر دیا گردن فراز اس نے
کیا اہلِ نظر کو رازدانِ سوز و ساز اس نے
تو بخشا اہلِ دل کو دیدۂ معنی طراز اس نے
رخِ جبینِ زندگی پر ثبت ہے نقشِ دوام اس کا
بلندی میں ثریا سے بھی اونچا ہے مقام اس کا
قفس میں داستانِ حریت جس نے کہی برسوں